سوال

اگر نکاح ہونے کے بعد علم ہو کہ لڑکی کا ولی یا کوئی ایک گواہ قبروں کی عبادت کرنے اور غیر اللہ کا وسیلہ پکڑنے اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والا مشرک ہے تو کیا عقد نکاح کی تجدید کرانا لازم ہے یا نہیں ؟

جواب

الحمد للہ

اول :

غیر اللہ کو پکارنا اور غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا جائز نہیں جو کوئی بھی ایسا کرے وہ شرک اکبر کا مرتکب ہو کر ملت اسلام سے خارج ہو جائیگا؛ کیونکہ دعاء اور ذبح عبادات میں شامل ہے اور عبادت صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ہوگی اس لیے جس نے بھی غیر اللہ کی عبادت کی تو وہ مشرک ہے

دوم :

نکاح میں ولی اور گواہوں کا مسلمان ہونا شرط ہے، اس لیے کسی کافر کو مسلمان عورت پر ولایت حاصل نہیں ہوگی اور عقد نکاح میں کسی کافر کی گواہی بھی صحیح نہیں

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اہل علم کا اجماع ہے کہ کافر کو کسی مسلمان عورت پر کسی بھی حالت میں ولایت حاصل نہیں " انتہی

دیکھیں : المغنی (9/377).

اور ابن قدامہ ہی ایک مقام پر رقمطراز ہیں :

"نکاح دو مسلمان گواہوں کی گواہی سے ہی منعقد ہوگا، چاہے خاوند اور بیوی دونوں مسلمان ہوں، یا پھر خاوند اکیلا مسلمان ہو، امام احمد نے یہی بیان کیا اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا " انتہی

دیکھیں : المغنی ابن قدامہ (7/7).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر آدمی نماز ادا نہ کرتا ہو تو اس کے لیے اپنی کسی بھی بیٹی کا نکاح کرنا حلال نہیں، اور اگر وہ نکاح کر بھی دے تو یہ نکاح فاسد ہوگا؛ کیونکہ مسلمان عورت کے ولی کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے " انتہی

ماخوذاز : نور علی الدرب

سوم :

سوال میں تعیین نہیں کی گئی کہ شرکیہ اعمال کا مرتکب کون ہے آیا لڑکی کا ولی یا کہ کوئی ایک گواہ؛ اس لیے اگر تو کوئی ایک گواہ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے اور قبروں کی عبادت کرنے والا ہے، اور عقد نکاح کے بعد نکاح کا اعلان بھی ہوچکا ہے تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اختیار کردہ کے مطابق ان شاء اللہ نکاح صحیح ہے، کہ واجب تو نکاح کا اعلان کرنا ہے، چاہے گواہ نہ بھی ہوں

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

" بلاشک وشبہ اعلان نکاح کے ساتھ نکاح صحیح ہے چاہے دو گواہ نہ بھی ہوں " انتہی

دیکھیں : الاختیارات الفقھیۃ (177).

لیکن اگر ولی مشرک ہے تو پھر نکاح کی تجدید ضروری ہے؛ کیونکہ نکاح کا ولی ہونے میں مسلمان شرط ہے، اگر نکاح کے بعد ولی شرکیہ اعمال سے توبہ کرچکا ہے تو وہ عقد نکاح کی تجدید میں نکاح کی ذمہ داری ادا کریگا، لیکن اگر اس نے توبہ نہیں کی تو پھر اس کے بعد والا کوئی قریب ترین مسلمان ولی نکاح کی ذمہ داری ادا کریگا

اور دوسرا نکاح عدالت سے توثیق کرانے ضروری نہیں کیونکہ پہلا نکاح رجسٹر کرایا جاچکا ہے، خاص کر جب دوسرا نکاح رجسٹر کرانے میں ضرر اور نقصان کا اندیشہ ہو تو پہلے پر ہی اکتفا کیا جائیگاز

یہ سب کچھ اس صورت میں ہے جب ولی یا کسی ایک گواہ پر کفر اور دین سے اخراج کا بالتعیین حکم لگایا جائے، لیکن اگر وہ نیا نیا مسلمان ہوا ہو اور اسے شرک کا علم نہیں یا پھر اس کا ملک اور علاقہ اہل علم سے دور ہے وہاں اسے اس کی غلطی سمجھانے والا کوئی نہیں، اور خالص توحید بتانے والا کوئی نہیں تو پھر ان شرکیہ اعمال میں پڑنے کی وجہ سے اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائیگا، بلکہ جہالت کی بنا پر اسے معذور سمجھا جائیگا، اور اس نے اپنا یا کسی دوسرے کا نکاح کیا ہے وہ صحیح شمار ہوگا، کیونکہ اسے اصل پر رکھتے ہوئے مسلمان کا حکم دیا جائیگا اور کفر کا حکم اسی صورت میں دیا جائیگا جب اس پر حجت اور دلیل قائم کرلی جائے

اس طرح کے افراد پر ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کریں اور با اعتماد اور پختہ اہل علم سے دریافت کریں تاکہ بصیرت کے ساتھ اللہ کی عبادت کرسکیں

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" کسی معین شخص کو کافر قرار دینا اور اس کے قتل کو جائز کہنا اس موقوف ہے کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت اور دلیل پہنچائی جائے جس کی مخالفت کرنے پر کفر ہوتا ہو، وگرنہ ہر وہ شخص جو دین کی کسی چیز سے جاہل ہو اسے کافر نہیں قرار دیا جائیگا " انتہی

دیکھیں : کتاب الاستغاثۃ (492/2).

والله اعلم .